قید خانے میں تلاطم ہے کہ ہند آتی ہے

مرزا سلامت علی دبیر

جمع و ترتیب: حسان خان

ماخذ: اردو کی برقی کتاب

تدوین اور ای بک کی تشکیل: اعجاز عبید

قید خانے میں تلاطم ہے کہ ہند آتی ہے

قید خانے میں تلاطم ہے کہ ہند آتی ہے
دخترِ فاطمہ غیرت سے موئی جاتی ہے
روح قالب میں، وہ زندان میں گھبراتی ہے
بے حواسی سے ہر اک بار یہ چلاتی ہے
آسماں دور، زمیں سخت کدھر جاؤں میں
بیبیو مل کے دعا مانگو کہ مر جاؤں میں

آمدِ ہند کا غل عترتِ شبیر میں ہے
شورِ ماتم، حرمِ صاحبِ تطہیر میں ہے
دخترِ فاطمہ، روپوشی کی تدبیر میں ہے
کہتی ہے جاؤں کہاں، پاؤں تو زنجیر میں ہے
کس غضب کی یہ خجالت ہے دہائی لوگو
ہند آ پہنچی مجھے موت نہ آئی لوگو

جا کے دربانوں کو قسمیں دو کہ بہرِ سبحاں
کوئی کھلوائے نہ، تم کھولیو قفلِ زنداں
رات کا وقت ہے بچے ہیں ہمارے ناداں
گر نکل جائیں گے تو ہم انہیں ڈھونڈیں گے کہاں
حاکمِ شام کا کل تم پہ عتاب آئے گا
اور ہمارا تو گلا پہلے ہی کٹ جائے گا

کیا کروں، کیا نہ کروں، جلد بتاؤ لوگو
صدقہ اکبر کا، حقارت سے بچاؤ لوگو
اوٹ کر کے ہو کھڑے، مجھ کو چھپاؤ لوگو
یا کسی کونے میں لے جا کے بٹھاؤ لوگو
سر کھلے ہوں، کسی حجرے میں مجھے بند کرو
یہ بھی ممکن نہ ہو تو خاک کا پیوند کرو

سلطنت پہ ہے وہ نازاں، میں اسیر و مجبور
منہ بھی بالوں سے چھپاؤں گی تو سمجھے گی غرور
آخرِ حرف میں کہہ بیٹھے گی یہ ہند ضرور
بی بی دربار میں تو جاتی تھی مردوں کے حضور
ایسی غیرت تھی تو بلوے میں نہ آئی ہوتی
حلق پر اپنے چھری آپ پھرائی ہوتی

شرم بازار میں کل تم کو نہ آئی بی بی
واں تو گرد اونٹوں کے تھی ساری خدائی بی بی
شمر کے خوف سے گردن نہ جھکائی بی بی
دیکھ کر مجھ کو عبث شکل چھپائی بی بی
ہند جو چاہے گی بڑھ کر مجھے کہہ جائے گی
دخترِ فاطمہ منہ دیکھ کے رہ جائے گی

اور جو پہچان کے مجھ سے کیا خُلق و احساں
لونڈیاں بہ۔ر کی ھگ برا کے کریں گی یہ بیاں
بی بی کچھ ۔خیر ہے زینب کہاں زندان کہاں
۔ باپ تو عقدہ کشا بیٹی۔ اسیرِ زنداں
بے ردائی ہے تباہی ہے پریشانی ہے
توبہ توبہ یہ نبی زادی ہے سیدانی ہے

کس طرح ہند کے آنے سے ۔ ۔ِھ گ براؤں میں
بہ ِ حیدر وہ ۔ ۔ِ کیوں قید میں شرماؤں میں
کوئی دیوار جو شق ہو تو مفر۔ پاؤں میں
سیدھی ماں جائے کے مقتل کو چلی جاؤں میں
کربلا میں ۔ِ یہ ذلت ہے ۔ ۔ِ رسوائی ہے
بے ردا میں ہوں تو بے گور مرا بھائی ہے

لے کے لاشے کی بلائیں کہوں حالِ زنداں

ہہ۔ر واں آئی تھی بھیا میں چلی آئی یہاں

تھا یہی خوف کہ ھگ برا کے کرے گی وہ بیاں

اے پیمبر کی نواسی تو اسیروں میں کہاں

قلق ِ وق ہوئی لائقِ زنجیر ہوئی

کیا نہ تجھ سے ہوا کون سی تقصیر ہوئی

ب ستم دیکھے یہ اندوہ اٹھائے نہ ے

ہند کو خاک بھرے بال دکھائے نہ ے

قید میں نام بہ رگوں کے بتائے نہ ے

در بدر پھرنے کے احوال سنائے نہ ے

ت کیا ہند سے میں لخک ِ ع ا تھی سر پر

ے نہ تو تم تھے مرے سر پہ ے نہ ردا تھی سر پر

کربلا کا جو بیاں نام سکینہ نے آہ

یک بیک ہو کے کھڑی کہنے لگی ناکام ا ہ

اچھی میری پھوپھی اماں مجھے لینا ہمراہ

واں لے گی مجھے ظالم کے طمانچوں سے پناہ

ضبط اب رونے کا زنہار نہ ہو گا مجھ سے

ننگے سر روز دکھا بار نہ ہو گا مجھ سے

آہ بھر کر کہا زینب نے میں تم پر قرباں

کربلا شہ شہیداں کی کہاں اور میں کہاں

طوق گردن میں ہے اور پاؤں میں زنجیر گراں

میں ہوں زندان کے قابل مرے قابل زنداں

بیٹھو صدقے گئی بیٹھو میں ٹھہر جاؤں گی

بیڑیاں پہنے کسی دن یہیں مر جاؤں گی

میں ہوں بیخود مرے کنبے پہ نہ جاؤ واری

آنے جانے کا کہیں ذکر نہ لاؤ واری

پھوپھی کہہ کہہ کے نہ اب شور مچاؤ واری

ہند آتی ہے مری گود میں آؤ واری

غیر ملنے کو وجو آتا ہے تو چپ رہتے ہیں

پھوپھی کو اسی جگہ کنبہ موئی کہتے ہیں

رو کے وہ بولی کہ اچھا پھوپھی صاحب اچھا

میں بھی اکبر کی بہن ہوں مجھے غیرت نہیں کیا

جان فاقے سے نکل جائے تو مانگوں نہ غذا

اپنے سقے کے لیے روتی وہی نہ پانی کیسا

نہ پانی اس سے نہیں میں تشنہ جگر مانگوں گی

لاشِ بابا کی ہے بے گور، کفن مانگوں گی

میں نہیں ینے کی میوے وہ اگر لائے گی
خاک سمجھوں گی اگر خلعہ و زر لائے گی
کان دکھلاؤں گی زخمی جو گہر لائے گی
پر دعا دوں گی جو حاجت مری بر لائے گی
پوچھا زینب نے کہ کیا، رو کے کہا کہہ دوں گی
۔ ا۔ ا صاحب کا جو سر دے گی تو میں لے لوں گی

۔ ناگہاں فضّہ نے دی اہلِ حرم کو یہ خبر
ہند آتی ہے بڑے جاہ و تجمل سے اد ر
۔ بیرقیں، نقرہ و زر کی ہیں جِلو کے اندر
پر ۔کنزیں تو ردا اوڑھے ہیں وہ ننگے سر
ہر قدم ہوتی ہے بیہوش وہ شیدائے حسین
ہائے زینب کبھی کہتی ہے کبھی ہائے حسین

کہتی ہے قیدیوں کی شور و بکا نے مارا

مجھ کو اس ہائے حُسینا کی صدا نے مارا

ان کے سردار کو کس فوجِ جفا نے مارا

کیا وہ سید تھا بے لاؑ ِ وغا نے مارا

ایک بجلی سی ہیجے پہ مرے گرتی ہے

ننگے سر فاطمہ آنکھوں کے تلے پھرتی ہے

مر۔ یا کونسا یہ خا ۔ باری لوگو

انس و جن حور و ک کر ہیں زاری لوگو

لے چلو سوئے نج ۔ یری سواری لوگو

ہو گی شکل وہیں آسان ہماری لوگو

۔خیر سے ہیں مرے آقا تو وہ سو ہوں گے

ور۔ ۂ مرقد میں لی بیٹے کو رو ہوں گے

درِ زنداں پہ ہوا اتنے میں نعرہِ کمال

بولے مہرباں کہ بڑھے دولت و عمر و اقبال

قیدیو اٹھو دعا دے کے کرو استقبال

زنِ حاکم کا ہے زنداں میں نزولِ اجلال

تم کھلے سر تھے حضور اب تمہیں چادر دیں گی

رحم دل ہیں ابھی زنداں سے رہا کر دیں گی

مہرباں ہوں گی تو خلعت ابھی پہنا دیں گی

کوہ بیڑیاں بھی پاؤں کی کٹوا دیں گی

عذر حاکم نہ کرے گا جو یہ سمجھا دیں گی

نام بس شہر کا لو گے وہیں پہنچا دیں گی

قصرِ شاہی سے جو تشریف یہاں لائی ہیں

پرورش کرنے کو تم سب کی حضور آئی ہیں

دم بخود رہ گئیں سیدانیاں سن کر یہ صدا
ہو گئی قوت زبان تیغِ حیا سے گویا
دم نہ تھا لب پہ نہ تھی ہوش نہ تھا بر نہ تھا
تھرتھرانے لگے بچے بھی کہ، کیا قہر ہوا
یوں حرم لوٹتے تھے جاڑے ہوئے آن میں
ذبح ہو کر شہ دیں تڑپتے تھے جیسے رن میں

درِ زنداں پہ قدم ہند نے رکھا ناگاہ
اور باہر سے کنیزوں نے کہا بسم اللہ
لونڈیاں آگے بڑھیں کہتی ہوئیں بچو راہ
پیچھے دامن لیے ہاتھوں میں خواتیں ہمراہ
سر پہ رکھے کوئی کرسیِ زرنگار آئی
کوئی بغلوں میں لیے تکیہ و مسند آئی

زنِ حاکم کی یہ حشـ یہ لباسِ پُر زر

اور بانوئے حسین ابنِ علی ننگے سر

نہ ملائے نہ مدینہ نہ پدر نے شوہر

دونوں سرکاریں لُٹیں رہے وکربلا یہ گھر

خونِ اکبر کا ئے ہوئے پیشانی پر

روتی تھی اپنی گرفتاری و حیرانی پر

لونڈیاں تھیں زنِ حاکم کے جِلو میں جو رواں

دیکھتی کیا ہیں کہ اک شیر ہے آہن میں نہاں

لاغر و خستہ تن و فاقہ کش و تشنہ دہاں

منہ پہ سیلی کے نشاں پشت پہ دُرّوں کا نشاں

ساقِ پا، فاقے سے زنجیر میں تھراتی ہے

استخوانوں سے لرزنے کی صدا آتی ہے

ب نے مڑ کر طرفِ ہند یہ کی نوحہ گری
دیکھئے شام کے زنداں میں چراغِ سحری
کیوں سلسل کیا یہ تو ہے عدم کا سفری
نہ یادِ حق سے ہے خبر، خلق سے ہے بے خبری
کس نے دم بند کیا وقِ جلف سے اِن کا
سلسلہ ٹالہ نہ ہو شیرِ خدا سے اِن کا

خشکیِ لب سے عیاں ہے کہ مہینوں کے ہے پیاس
تپ سے بیہوش ہے پر شیرِ خدا کا ہے حواس
نہ بچھونا ہے نہ تکیہ نہ عمامہ نہ لباس
سر کو زانو پہ جھکائے ہوئے بیٹھا ہے اداس
لنگرِ وقت سے سیدھا نہیں ہو سکتا ہے
نہ تو سو سکتا ہے بیمار نہ رو سکتا ہے

بیچ میں زانوؤں کے سر کی ہے کیا شوکت و شاں

نور کی رحل پہ گویا کہ دھرا ہے قرآں

کیا بھووں کے تلے آنکھوں سے تجلی ہے عیاں

کعبے کے طاق میں روشن ہے چراغِ ایماں

قلمِ قدرتِ حق بینیِ نورانی ہے

لوحِ محفوظ کی اثبات کو پیشانی ہے

سورہ نور جو پڑھنا ہو تو چہرا دیکھو

لیلۃ القدر ہے کاکل سے ہویدا دیکھو

شجرِ طور کے بدلے قدِ زیبا دیکھو

یدِ بیضا کے عوض آبلہ پا دیکھو

کیوں نہ یاں صلِ علی منہ سے ہمارے نکلے

صدقے ان پاؤں کے بن سے یہ ستارے نکلے

ہتھکڑی میں ہے یہ پتلی سی کلائی روشن
۔ یا ہلالِ شبِ اول کے ہے چو گرد گہن
دیکھنا بی بی گلے میں ہے یہ وقِ آ ن
۔ یا کہ ہالے میں ہے خورشیدِ فلک جلوہ فگن
بی بی رقو بان ترے اس کی رہائی کر دے
ہاتھ ۔ باندھتے ہیں عقدہ کشائی کر دے

ہند نے دیکھ کے رانڈوں کی طرف دی یہ صدا
خاک پر درِّ ہائے پڑا ہے کس کا
کس کا یوسف ہے یہ زنداں میں گرفتارِ بلا
کیسے بے قدر ہو تم قدر نہیں اس کی ذرا
کام آخر ہوا اک دم میں یہ دم توڑتا ہے
ایسے بیمار کو تنہا بھی کوئی چھوڑتا ہے

گرد عابد کے پھری پھر وہ بحالِ تغئیر
رکھ دیا پاؤں پہ سر اپنا ہٹا کر زنجیر
بولے وہ کون یہ چلائی کنیزِ شبیر
السلام اے رسن و طوق و سلاسل کے اسیر
ہے وصیت کا محل مرنے پہ تیار ہے تو
کچھ کفن کے لیے رکھا ہے کہ نادار ہے تو

غم نہ کھا گور و کفن میں تجھے دوں گی واللہ
ننگے سر تیرے جنازے کے چلوں گی ہمراہ
مرنے والے ترا کیا نام ہے اور کیوں ہے تباہ
بولے مولا ابھی چالیس برس جینا ہے آہ
نام بیکس بھی ہے قیدی بھی ہے نادار بھی ہے
حال یہ ہے کہ اسیری بھی ہے آزار بھی ہے

ہند نے پوچھا مرض کیا ہے کہا بے پدری
رو کے وہ بولی دوا کیا ہے؟ کہا نوحہ گری
گھر جو دریافت کیا کہنے لگے در بدری
بولی بیٹا ہے خبر کون کہا بے خبری
آہ کرنے کا سبب پوچھا تو شرمانے لگے
تازیانوں کے نشاں پشت پہ دکھلانے لگے

بولی وہ کون سی عصیاں پہ ملی یہ تعزیر
رو کے فرمایا نہ کچھ بھی نہیں، بے تقصیر
اُس نے منہ پیٹ لیا اور کہا کب سے ہو اسیر
بولے دسویں تھی محرم کی جو پہنی زنجیر
کچھ کفن کے لیے ہمراہ نہیں لایا ہوں
باپ کو چھوڑ کے بے گور و کفن آیا ہوں

بولی وہ کوئی ترے سر پہ ہے اے خاک نشیں

سر اٹھایا سوئے گردوں کہ خداوندِ زمیں

ہاتھ بیبوں کی طرف کر کے پکارا وہ حزیں

یہ ہمارے لیے، ہم ان کے لیے ہیں نمگیں

، با، ا صاحب کے گلے پر وجہ ۔ خنجر پھرتا

اِن کے سر کھلتے نہ میں کانٹوں پہ در در پھرتا

ن کے عابد کے کلام اُس نے خواصوں سے کہا

صاف کعبے کے فصیحوں کا ہے لہجہ بخدا

مل یا حیدرِ کرار کی باتوں کا مزا

اب چلو رانڈوں سے پوچھیں نہ اسے دیں ایذا

، پاس بیبوں کے جو وہ صاحبِ حشمت آئی

اور خلاقِ قیامت پہ قیامت آئی

حالِ زینب پہ نظر کر کے کہا یا داور
خلد سے فاطمہ زندان میں آئیں کیونکر
دیکھا بانو کو تو یہ کہنے لگی وہ ششدر
ہائے ایران کی شہزادی ہے کیوں ننگے سر
قدرتِ خالقِ قیوم نظر آتی ہے
کوئی زینب کوئی کلثوم نظر آتی ہے

بولی زینب کہ نہ لے زینب و کلثوم کا نام
وہ نبی زادیاں ہیں قید میں اُن کا کیا کام
ہے غضب فاطمہ کی آل کے حق میں یہ کلام
توبہ کر ہوش میں آ، بی بی زباں اپنی تھام
بلوے میں عزتِ محبوبِ الٰہی آئے
اور جہاں میں نہ قیامت نہ تباہی آئے

دن کو بس بی بی کا مردہ بھی نہ لاکہ باہر
شام میں پھرنے گیں بیٹیاں اُس کی در در
ن کی تعریف کی منبر پہ نبی نے اکثر
اُن کو لوٹیں گے مسلماں تھیں نہ آیا باور
ن کو اپ و نبی حرمت و عزت دیں گے
چادریں اُن کی بھلا صاحبِ ایماں لیں گے

ہند بولی کہ بری ہوتی ہے حرصِ دنیا
انبیا پر نہیں کیا کیا ستم امت نے کیا
مصطفی کون سے راضی ہوئے امت سے بھلا
مرتے دم تک رہیں نالاں مری بی بی زہرا
زخم بازو پہ وہ کہ پھر اچھا نہ ہوا
ہاتھ مخدومہ کونین کا سیدھا نہ ہوا

شہِ مرداں کو رن میں کیا امت نے اسیر
زہر شبر کو مخالف نے دیا بے تقصیر
اب فقط پنجتنِ پاک میں ہے اک شبیر
ان کی بھی جان کے دشمن ہیں ہزاروں بے پیر
چین دل کو مرے اس رنج سے سینے میں نہیں
کوئی کہتا تھا کہ شبیر مدینے میں نہیں

ظلم گذرے ہیں جو آگے وہ ہیں ایک ایک کو یاد
کربلا میں کوئی گھر تازہ ہوا ہے برباد
لائی ہے مال و اثاثہ سپہِ ابنِ زیاد
یا الٰہی رہے سرکارِ حسینی آباد
کل مجھے لُوٹ کا اسباب جو دکھلایا تھا
اک پھٹے جامے پہ حاکم کو بھی غش آیا تھا

اک عَلَم ہے اُسی اسباب میں خورشید نشاں

شک پنجے میں، بندھی خوں میں پھرہرا افشاں

ایک گہوارے کی خوشبو سے یہ ہوتا ہے عیاں

کہ ابھی اٹھ کے سدھارا ہے کوئی غنچہ دہاں

بیچ میں تکیوں کے ننھا سا شلوکا دیکھا

دودھ اُگلا ہوا اور داغ لہو کا دیکھا

چادریں بھی کئی میلی سی ہیں بوسیدہ کمال

آشکار اُن سے ہے سیدانیوں کے فقر کا حال

ٹوپیاں، ہنسلیاں، رومالیاں، بُندے، خلخال

سر کہیں تن ہیں کہیں تیغوں کے پھل خون میں لال

اسی غارت میں کچھ اسباب نیا بیاہ کا ہے

نتھ ہے اک بنڑی کی سہرا کسی نوشاہ کا ہے

اک انگوٹھی اُسی اسباب میں نکلی ،اگاہ

لال تھا اُس کا نگیں خون سے مالک کے آہ

میں نے جھک جھک کے جو کی اُس کے نگینے پہ ز ہ

دیّ تی کیا ہوں کہ مرقوم ہے ماشاء ا ہ

جب اُسے سونٗ تی ہوں جان نکل جاتی ہے

صاف خوشبوئے حسین ابنِ لی آتی ہے

اُس نے اسباب کی تفصیل جونہی بتلائی

تھا یہ ۃ دیک کہ زینب ے ہے ہے بھائی

کہا۔کبرا نے کہ شادی ۃ مجھے راس آئی

دولھا کے مردے پہ تقدیر نے نتھ بڑھوائی

جھولے والے کے تصور میں پکاری بانو

ترے صدقے ترے گھوارے کے واری بانو

ہند ایک ایک کے قدموں پہ گری گھبرا کر
اور دوہائی دی کہ اب چپ نہ رہو شرما کر
ذبح کر ڈالو مجھے ایک چھری منگوا کر
کس مصیبت میں پڑی آہ محل سے آ کر
ذکر شبیر کا کرتی ہوں تو رو دیتی ہوں
نام جب پوچھتی ہوں سر کو جھکا دیتی ہوں

کہا زینب نے نہ اس بات پہ ہو دامن گیر
نام وارث کا ہمارے بھی ہے بیکس شبیر
مال و اسباب ہمارا بھی لٹا بے تقصیر
پیٹ کر اُس نے کہا ہائے دل پہ تیر
یہ گزارش مری زہرا کے لیے مانو تم
اُس انگوٹھی کو میں منگواتی ہوں پہچانو تم

کہہ کے یہ خاتمِ شہِ شہدا منگوائی

ایک لونڈی گئی دوڑی ہوئی اور لے آئی

ہند ب رانڈوں کے آگے وہ انگوٹھی لائی

بہرِ تعظیم اٹھی شیرِ خدا کی جائی

غل ہوا شہِ شہیداں کی نشانی آئی

لوگو زہرا کے سیماں کی نشانی آئی

آئی اُس غُل میں یہ آوازِ بتولِ مگیں

اے اسیرو یہ مرے لال کا ہے سرخ نگیں

کاٹ کر لاش کی انلی کو لے آئے ہیں لعیں

روئیں سیدانیاں سر پیٹ کے ہے ہے شہِ دیں

کہا اُس تلا کے سینہ نے میں پہچان گئی

یہ انگوٹھی مرے بابا کی ہے رقو ان گئی

سونگھتے سونگھتے انگشتریِ شہِ زمن
ہو کے بیہوش گری بنتِ شہِ قلعہ شکن
کہا فضّہ نے کہ ہے ہے مری محبوسِ رسن
پڑ گیا غل کہ تڑپ کر ہوئی بھائی پہ بہن
بولو اے مریمِ ثانی مری شہزادی
میری بی بی کی نشانی مری شہزادی

ہول آتا ہے مجھے ہوش میں آؤ بی بی
تھمی جاتی ہے سکینہ نہ رلاؤ بی بی
ہند دیتی ہے قسم نام بتاؤ بی بی
بچے سب روتے ہیں آواز سناؤ بی بی
اٹھو تعظیم کو زہرا کا پسر آیا ہے
دیکھو دیوار پہ شبیر کا سر آیا ہے

ُیم وا چشم سے کی زینبِ بیکس نے ز ہ

ہ۔ر نے رو کے کہا آہ نبی زادی آہ

میں۔ ۔ کہتی تھی کہ گھر ہو یا زہرا کا تباہ

یہ حسین اور نہیں، لنؑ ِ لی ہے وا ۔

وز ِ حق خاک میں پوشیدہ و پنہاں کب ہو

میں تو پہلے ہی یہ سمجھی تھی کہ تم زینب ہو

بخشئے ۔ یری خ ا ہو۔ جلب ِ یشبیر

میں رہی پردے میں اور تم پھریں بلوے میں اسیر

کہا زینب نے کہ پھر اس میں تری کیا تۃ۔ یر

اسی قابل تھی حسین لنؑ ِ لی کی ہ۔شیر

خوب حاکم ترا بی بی حق۔ ۔ ا ل سمجھا

ُ پرِ فاطمہ کو ذ۔ کے قابل سمجھا

ناگہاں نورِ خدا سے ہوا زنداں روشن

سرِ دیوار ہوا شاہ کا سر جلوہ فگن

چشم ہر سو نگراں، غرق بخوں، خشک دہن

لبِ اعجاز سے جاری تھا ہر اک دم یہ سخن

دیکھ اے [illegible] بہن بھائی کی تقدیر یہ ہے

سرِ شبیر میں ہوں خواہرِ شبیر یہ ہے

نذر دینے لگی زینب کو ردا وہ غمخوار

آئی زہرا کی صدا بیٹی نہ دینا زنہار

بے کفن ہے ابھی جنگل میں ہمارا دلدار

دھوپ میں لاش پڑی ہے نہ کفن ہے نہ مزار

دیکھوں کب دفن مرا نورِ جگر ہوتا ہے

لاش پہ شیرِ خدا خم ہوتا ہے اور روتا ہے

ن کے یہ بیبیوں کے ساتھ یے ہند نے بین

اور کہاوکن ہے ۔ بانوئے امامِ کونین

۔ بانو چلائی کہو بولےوہ ۔ ا شیون و شین

سنتی ہوں آپ کا معصوم ہے ہم شکلِ حسین

جان قربانِ جمالِ شہِ ابرار کروں

دو مری گود میں ا غر کو تو میں پیار کروں

گود خالی اسے دکھلا کے یہ بانو نے کہا

بی بی ا غر کہاں، ا غر ہوئےبا ا پہ فدا

تین ن ۔یک مرے ششماہےوکر پانی ۔ لا

چ ر یا ہائے غضب تیر سے ننھا سا گلا

دودھ اُلٹتے ہوئے جن کو سدھارے ا غر

۔ ام لے کررہا ہے ہے ۔ پکارے ا غر

بس مبیر اب نہیں آ نیہ کا یارا باقی

گو کہ مُ ون نئے ہیں، ابھی کیا کیا باقی

، یا الٰہی رہے جب ،یک کہ یہ دنیا باقی

تع یہ دار رہیں شاہ کے ہر اج باقی

جو لاامان ِ لی لاںٓ ِ ابی طالب ہوں

الغب ِ کُل کے مخال پہ سدا غالب ہوں

فہرست

قید خانے میں تلاطم ہے کہ ہند آتی ہے 2